

عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں

محکات، مسائل اور مقاصد

(تعلیقات و حواشی)

⑨

از جناب ڈاکٹر محمد حسین منظر صدیقی استاد شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۹۱۔ واٹ، محمد مدینہ میں (انگریزی)، ص ۱۔ مستشرق موصوف نے ایک دلچسپ تحقیق کاروان قریش کے بارے میں یہ فرمائی ہے کہ غالباً متعدد کاروانوں نے جن میں سے بعض اپنے شمالی سفر کے دوران مسلمانوں کی توجہات کا مرکز بن چکے تھے عظیم تر تحفظ و حفاظت کی خاطر مل کر ایک کاروان بنالیا تھا۔ (ص ۱) موصوف نے یہ نتیجہ ایسا لگتا ہے کہ واقدی کی ایک روایت سے اخذ کیا ہے۔ مغازی نگار کا کہنا ہے کہ اس عظیم کاروان قریش میں قریش کے متعدد خاندانوں کے کاروان شامل تھے (واقدی ص ۲۸) اس کی تہدیق دوسرے مآخذ سے ہوتی ہے جو مختلف خاندان یا قریش کی شمولیت اور ان کے سرمایے کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے دو اہم نکتے ابھر رہے ہیں۔ اول یہ کہ قریش مکہ کے مختلف خاندان اپنے اپنے کاروان الگ بھیجتے تھے۔ اور یہ طرز عمل بنیادی طور پر اقتصادی روایت کی وجہ سے تھا جو ایک تاجرانہ معیشت کا لازمی جز ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ شام کو جانے والا یہ عظیم قریشی قومی کاروان

خصوص حالات و اسباب کی بنا پر بھیجا گیا تھا اور اس میں متعدد خاندانوں کے کارواں مکہ سے اپنے سفر کے آغاز ہی میں شامل تھے۔ اور انھوں نے شام میں تحفظ کی خاطر یہ اتحاد نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ اتحاد اقتصادی اور اس کے محرکات سیاسی تھے جن کا ذکر کہیں اور آتا ہے۔ اس لئے مستشرق موصوف کا یہ خیال کہ قریشی کاروانوں نے یہ اتحاد شام میں مسلمانوں کے خطرہ کے پیش نظر اور ان کے بارے میں اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں کیا تھا گمراہ کن ہے۔

۹۲۔ نخلہ مکہ اور طائف کے درمیان مشرقی مقامی راہ تجارت پر واقع تھا۔ وہ بنو سلیم کے علاقے کا ایک مذہبی مرکز تھا جہاں وادی کے بقول عزی کا بت اور مندر تھا اور جس کی تولیت بنو سلیم کے فاندان بنو شیبان کے ہاتھوں میں تھی۔ نیز ملاحظہ ہو: یاقوت، معجم البلدان، پنجم ص ۲۷۷۔

۹۳۔ بحران فرع کے نواح میں تھا اور فرع کا مدینہ سے فاصلہ آٹھ ہرڈ تھا یعنی تقریباً اسی میل۔ ملاحظہ ہو: معجم البلدان، اول ص ۳۴۱۔

۹۴۔ ابن اسحاق ص ۲۸۶ اور ص ۴۳۸؛ ابن ہشام، دوم ص ۳۷۲۔ نیز ملاحظہ ہو، کتاب المجیز ص ۱۱۶، جس کے مطابق یہ مہم رجب کے آخری عشرہ میں روانہ اور یکم شعبان کو واپس مدینہ ہوئی تھی۔

۹۵۔ یاقوت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عامر کا باغ (بستان) وادی نخلہ کے زیریں علاقہ میں تھا اور شہر نخلہ سے اس کا فاصلہ ایک رات کے سفر کا تھا جبکہ نخلہ اور مکہ کے درمیان دوراتوں کی مسافت تھی۔ گویا یہ باغ طائف اور مکہ کے بالکل بیچ میں اور اس لئے کاروانوں کے قیام کا بالکل یقینی مقام تھا۔ معجم البلدان، اول ص ۴۱۴ اور پنجم ص ۲۷۷۔

۹۶۔ وادی کے مرتب نے ”رکیۃ“ کے معنی بئر (کنوئیں) کے دیئے ہیں۔ لیکن ایسا

اگست ۱۹۸۳ء

۱۰

محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی عام کنواں نہ تھا بلکہ ایک مخصوص مقام کا نام تھا جہاں کنواں بھی تھا جیسے بئر ابن ضمیرہ، بئر معونہ، بئر ابن المرتفع اور بئر ابی غلبہ وغیرہ تھے۔ ملاحظہ ہو صفحات ۱۳، ۲۶، ۱۶۳، ۳۲۰ وغیرہ۔

۹۷۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ امیر سریہ نے خمس باقی رکھا تھا اور باقی مال غنیمت مجاہدین نخلہ میں تقسیم کر دیا تھا جبکہ اس روایت کے مطابق پوکارواں معطل رکھا گیا تھا۔ یہ ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد مجاہدین نے بھی اپنا حصہ موقوف کر دیا ہو اور کل مال غنیمت کی تقسیم بعد میں ہوئی ہو جیسا کہ دوسرے مآخذ سے معلوم ہوتا ہے۔

۹۸۔ عروہ کی اس روایت کی دوسری تمام روایات سے تردید ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے مقتول نخلہ کی دیت نہیں ادا کی تھی۔ اس سلسلہ میں مآخذ کی وہ متفقہ روایت بہت دلچسپ ہے جس کے مطابق عتبہ بن ربیعہ نے جو عمرو بن حضرمی کے حلیف تھے صلح جو یاں قریش کے مشورے پر اپنے مقتول حلیف کی دیت ادا کر کے مسلمانوں سے بدر میں تصادم ٹالنا چاہا تھا مگر ابو جہل مخزومی کے بھڑکانے پر مقتول ابن حضرمی کے بھائی نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تھے اور قصاص کے علاوہ اور کچھ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں جنگ بدر ہو کر رہی تھی۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ۹۸-۹۹؛ واقدی ص ۶۵-۶۳۔

۹۹۔ واقدی ص ۱۹-۱۳۔

۱۰۰۔ ابن سعد، دوم ص ۱۱۰۔

۱۰۱۔ انساب الاشراف، اول ص ۴۲-۳۷۱۔

۱۰۲۔ تاریخ یعقوبی، دوم ص ۷۹-۷۹۔

۱۰۳۔ تاریخ طبری، دوم ص ۱۵۰-۱۱۰۔ سدی کی روایت کی تائید احادیث و آثار سے ہوتی ہے۔

۱۰۳۔ وادی مل، مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع شاہراہ پر مدینہ سے ۲۸ میل کی مسافت پر واقع تھی۔ ملاحظہ ہو: معجم البلدان، پنجم ص ۱۹۴۔ گویا مسلم مہم نے دو دن کا سفر روزانہ ۴۸ میل کے حساب سے کیا تھا۔

۱۰۵۔ مذکورہ بالا ص ۲۳۔

۱۰۶۔ مذکورہ بالا ص ۶۸۔

۱۰۷۔ مذکورہ بالا ص ۵-۹۔

۱۰۸۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۰۹۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۱۰۔ ابن منظور، لسان العرب، لفظ متعلق۔ لوٹس معلوف نے المنجد (موضوع)

میں اس کے معنی یوں بیان کئے ہیں: ارتصدا و ترصدا: ترقبہ

ایف، اسٹینگاس (F. Steingass) نے A Comprehensive

Arabic English Dictionary میں حسب ذیل معانی بیان

کئے ہیں: (۱) observing steadily (۲) expecting

(۳) waiting for (۴) expectation (۵) hope

۱۱۱۔ لوٹس معلوف اور اسٹینگاس وغیرہ کی لغات ملاحظہ کیجئے۔

۱۱۲۔ مذکورہ بالا ص ۵۔

۱۱۳۔ مذکورہ بالا ص ۶۔

۱۱۴۔ واٹ نے یہ نتیجہ طبری میں مذکورہ سدی کی روایت سے نکالا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

۱۱۵۔ واٹ اس نکتہ کی طرف اشارہ کر کے کیا چاہتے ہیں واضح نہیں ہے۔ اگر مقصد

یہ دکھانا ہے کہ عتبہ بن غزوہ ان مازنی نے اپنے وطن مالوف یا جائے پیدائش

میں وقت گزاری کی تھی اور بنو سلیم سے اپنے دیرینہ تعلقات سے فائدہ اٹھایا

اگست ۱۹۸۳ء

۱۲

تھا تو یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہئے کہ بنو سلیم کے قریش سے خاص کر بنو عبد شمس (یعنی بنو امیہ) اور بنو ہاشم سے بہت پرانے اور قریبی تعلقات تھے۔ یہ تعلقات تجارتی، اقتصادی اور ازدواجی تھے۔ ان کا اعتراف خود واٹ نے (۹۵-۹۴) کیا ہے۔ اس ذیل میں یہ حقیقت زیادہ اہم ہے کہ ایک مسلم مہاجر سے تعلقات کے مقابلہ میں بہر حال قریش کے تعلقات اہم تھے اور یہ پورا علاقہ دراصل مکہ کے دائرہ اثر و اقتدار میں تھا۔

۱۱۶۔ واٹ، مذکورہ بالا، ص ۶۔

۱۱۷۔ ابن اسحاق ص ۲۸۷۔

۱۱۸۔ دودن کے سفر کے بعد کا مقام، بئر ابن نمیرہ یا بطن ملل جس جگہ نامہ نبوی پڑھا گیا تھا اور بحران کا مقام جہاں یہ دونوں صحابی قافلے سے پھڑے تھے پانچ چھ دن کی فست پر واقع تھے۔ ایک دلچسپ حقیقت اس سلسلے میں یہ ہے کہ تقریباً ایک سال بعد (جمادی الاول ۳۳ھ / اکتوبر - نومبر ۶۴۳ء عیس) رسول کریمؐ کی سربراہی میں ایک مسلم مہم جو تین سو مجاہدین پر مشتمل تھی اسی علاقے میں آئی تھی۔ مآخذ اور ان کی بنیاد پر جدید مورخین کا دعوٰی ہے کہ یہ فوجی نوعیت کی مہم تھی اور بنو سلیم کے بعض سرکش اور مسلم مخالف خاندانوں کے باغیانہ و مدینہ دشمن ارادوں و عزائم کو کچلنے کے لئے گئی تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ابن اسحاق اور طبری کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاقے میں تقریباً دو ماہ تک اور وادی اور ان کے متبعین کے مطابق دس دن قیام کیا تھا۔ یہ قیام جنگ جوئی کے لئے نہ تھا جیسا کہ مآخذ نے تصریح کی ہے کہ اس غزوہ میں کوئی جنگ و جدال نہیں واقع ہوا تھا۔ یہ طویل مدت قیام کس مقصد سے قیام ظاہر ہے۔

ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ص ۳۶۲، وادی ص ۱۹۶؛ ابن سعد، دوم ص ۳۶-۳۵؛

انساب الاشراف، اول ص ۳۱۱؛ طبری، دوم ص ۲۸۷۔

۱۱۹۔ ابن کثیر، تفسیر، مطبع عیسیٰ البابی الکلبی، قاہرہ، (غیر مورخہ)، اول ص ۲۵۲۔

۱۲۔ طبری، تفسیر، مرتبہ محمود محمد شاہ اور احمد محمد شاہ، قاہرہ، چہارم ص ۳۶۔
 ۱۳۔ ابتدائی مہموں میں سے سریہ رابح اور سریہ خرار اور سریہ نخلہ میں ان کی شمولیت کا ذکر صراحتاً ملتا ہے اور چار ابتدائی غزوات میں بھی ان کی شمولیت تقریباً یقینی معلوم ہوتی ہے کیونکہ مآخذ کا اصرار ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مشاہد (مہموں) میں شریک رہے تھے۔ بعد کے تمام اہم غزوات میں بدر سے تبوک تک۔ ان کی شمولیت کا ذکر بوضاحت ملتا ہے۔ مآخذ کے اصرار اور ان واقعاتی شہادتوں کے بعد یہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ تقریباً تمام اہم غزوات و سرایا میں شامل رہے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم ص ۱۳۰؛ اسد الغابہ، دوم ص ۱۹۰۔

۱۲۲۔ ابن سعد، سوم ص ۱۳۰؛ اسد الغابہ، دوم ص ۲۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۳۷۷، ص ۳۸۱ وغیرہ

۱۲۳۔ ابن اسحاق ص ۳۸۱؛ ابن ہشام، سوم ص ۳۰؛ واقدی ص ۲۴۰؛ ابن سعد، سوم ص ۱۳۰۔ ان مستند مورخین کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں جن صحابہ کرام نے غزوہ احد میں بے مثال قربانی و جان نثاری کا ثبوت دیا تھا ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص زہری سرفہرست تھے۔ ابن اسحاق نے محمد بن عمرو کی سند پر روایت میں کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد کو تیر دے کر کہتے رہتے تھے ارم سعد، فداک ابی و اہی (سعد تیر چلاتے رہو، تم پر میرے ماں باپ قربان)۔ ابن سعد نے بھی ایک روایت غزوہ احد میں ان کی ماہرانہ تیر اندازی کے بارے میں دی ہے۔ اور ایک ایک روایت سریہ خرار اور غزوہ بدر میں ان کی شجاعت کے بارے میں۔ جبکہ چار روایتیں سریہ عبیدہ میں ان کی اسلام کے لئے پہلی تیر اندازی کی فضیلت میں بیان

اگست ۱۹۸۳ء

۱۴

ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے حوالہ جات مذکورہ بالا۔

۱۲۴۔ ملاحظہ کیجئے: ابن سعد، سوم، ص ۱۴۱-۲؛ اسد الغابہ، دوم ص ۲۹۲ وغیرہ؛ اصابہ، سوم ص ۸۳؛ استیعاب، دوم ص ۶۰ وغیرہ۔ ابن قتیبہ، المعارف، ص ۵۷۵ کا بیان ہے کہ حضرت سعد تیر و کمان سازی کی صنعت میں عہد جاہلیت سے امتیاز رکھتے تھے اور بہ فن جنگ کے علاوہ سیر و شکار کے لئے بھی اہم تھا چنانچہ ان کو اس سے بہت دولت ملی۔

۱۲۵۔ غزوہ احد میں ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کے نام جن میں حضرت سعدؓ پر فہرست ہیں حضرت مقدادؓ کی روایت پر مروی ہیں۔ اسی طرح میدان جنگ میں دادِ شجاعت دینے کی روایت بہت سے راویوں سے بیان ہوئی ہے جس کے لئے واقدی نے قالوا کاللفظ استعمال کیا ہے واقدی ص ۲۴۰-۲۴۱۔ اسی طرح جہاں حضرت سعدؓ کے اسلام میں پہلے تیر چلانے والے واقعہ کے بارے میں کچھ روایتیں خود حضرت سعدؓ سے مروی ہیں وہیں تین روایتیں حضرت قاسم بن عبد الرحمن، عبد اللہ اور داؤد بن حصین سے مروی ہیں۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم ص ۱۴۰-۱۴۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے کہا تھا کہ ”تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر قربان“ اس حدیث کو حضرت علی اور قیس بن ابی حازم نے بھی بیان کیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ ان کی فضیلت میں تمام یا اکثر روایات خود حضرت سعدؓ یا ان کے اہل خاندان سے مروی ہیں صحیح نہیں ہے۔

۱۲۶۔ ابن اسحاق ص ۴۷؛ ابن ہشام، دوم ص ۲۳۸۔

۱۲۷۔ واٹ، مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۲۸۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۲۹۔ مذکورہ بالا ص ۷-۸۔

۱۳۰۔ مضمون ہذا کا ص ۲۸۔

۱۳۱۔ ایضاً ص ۲۹۔

۱۳۲۔ ایضاً ص ۳۲۔

۱۳۳۔ ایضاً ص ۳۳۔

۱۳۴۔ ایضاً ص ۳۵۔

۱۳۵۔ تفسیر طبری، چہارم ص ۳۰۳۔

۱۳۶۔ اس ذیل میں مجاہد کی روایت، بمقام مولیٰ بن عباس کی روایت۔ محمد بن عباس کے واسطے

سے ابن عباس کی ایک اور روایت، ابو مالک غفاری کی روایت بیان کی جاسکتی ہیں۔

ملاحظہ ہو مذکورہ بالا، ص ۱۲۔ ۳۰۷۔

۱۳۷۔ مثلاً زہری کی سند پر عروہ کی روایت، مجاہد کی روایت وغیرہ، مذکورہ بالا ص ۲۰۲

اور ص ۳۰۷۔

۱۳۸۔ تفسیر ابن کثیر، اول ص ۵۵-۲۵۲۔

۱۳۹۔ موسیٰ بن عقبہ کی ثقاہت کے لئے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق کے انگریزی مترجم کا

مقدمہ برسیرت ابن اسحاق، ص ۱۷۱-۱۷۲؛ نثار احمد فابوقی، سیرت نبوی کی

ابتدائی کتابیں اور ان کے مولفین ص ۵-۱۰۴؛ *Early Muslim*

Historiography ص ۲۶۱۔

۱۴۰۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر، اول ص ۵۵-۲۵۲۔

۱۴۱۔ ابن اسحاق ص ۲۸۶ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر اولیٰ سے اپنی

والپسی پر سر یہ نخلہ بھیجا تھا۔ اور ایک سطر پہلے مورخ نے بیان کیا ہے کہ بدر اولیٰ

سے آپ جمادی الآخرہ میں واپس مدینہ آئے اور باقی جمادی، رجب، شعبان کے مہینے

آپ نے مدینہ میں گزارے۔ بدر اولیٰ سے والپسی پر رجب میں مہم کا بھیجا جانا کچھ عجیب

سا لگتا ہے۔ جب والپسی کا مہینہ جمادی تھا پھر تفسیر طبری میں جب یہ روایت نقل

اگست ۱۹۸۳ء

۱۶

ہوتی ہے تو اس میں مہینہ جمادی ہی مذکور ہے۔ ان شہادتوں کی بنا پر یہ یقین ہوتا ہے کہ ہم نخلہ کی روانگی کا مہینہ جمادی تھا۔ اور بغدادی نے قطعیت کے ساتھ جو آخری عشرے کی بات کہی ہے اس میں بھی ماہ کا اشتباہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۳۲۔ مذکورہ بالا ص ۹-۸۔

۱۳۳۔ ایضاً ص ۸۔

۱۳۴۔ مدنی انصاری مسلمانوں کی بت شکنی کے واقعات کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۸-۲۰۴، ص ۲۲۴-۸۔ وغیرہ

۱۳۵۔ اسلام سے پہلے اوس و خزرج کے باہمی نزاع اور جنگ جوئی کے لئے ملاحظہ ہو محمد احمد جاد المولیٰ بک، علی محمد البجاوی اور محمد ابو الفضل ابراہیم کی مرتب کردہ کتاب ایام العرب فی الجاہلیۃ، مصر ۱۹۴۲ء، باب ششم (حروب الاوس و الخزرج) ص ۸۳-۶۲۔ مرتبین نے صرف چار بڑی جنگوں کا ذکر کیا ہے اور آخر میں اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ مدینہ کے ان دونوں قبیلوں کے درمیان بہت سی جنگیں (حروب کثیر) برپا ہوئی تھیں جن میں سے ہم نے چند پر اکتفا کی ہے۔

۱۳۶۔ مذکورہ بالا کتاب کا ص ۴۵-۴۳ اور خاص کر ص ۴۶۔ نیز واٹ، مذکورہ بالا ص ۸۳-۸۴ وغیرہ۔

۱۳۷۔ ملاحظہ ہو واٹ، مذکورہ بالا ص ۱۱۱-۱۰۷۔

۱۳۸۔ مال غنیمت کے سلسلے میں حکم خداوندی اور قوانین کے لئے ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۲۴-۳۲۱ خاص کر صفحہ ۳۲۲،

۱۳۹۔ فرانسکو جبریلی، مذکورہ بالا، ص ۷۔

۱۵۰۔ واٹ، مذکورہ بالا ص ۱۲ اور ص ۲۵۵

۱۵۱۔ تفسیر طبری، چارم ص ۳۱۵-۲۹۹، خاص کر ص ۳۰۷، تفسیر ابن کثیر،

اول ۵۵-۲۵۲، خاص کر ص ۵۳-۲۵۲۔ طبری کی بیان کردہ تمام روایات میں صرف ابو جعفر کی روایت میں مسلمانوں کو سوال کرنے والا بتایا گیا ہے۔ باقی تمام روایات میں مشرکین مکہ کو۔ اسی طرح ابن کثیر کی بیان کردہ تمام روایات میں یسئلونک سے مراد مشرکین مکہ لئے گئے ہیں۔

۱۵۲ مذکورہ بالا۔

۱۵۳۔ تفسیر طبری، چہارم ص ۳۰۱ میں تین الفاظ قتال، کبیر اور صفہ کے مختلف معانی پر بحث دیکھئے۔

۱۵۴۔ تفسیر طبری، چہارم ص ۳۰۲، میں حضرت جابر کی سند پر روایت مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر حرام میں اس وقت تک غزو/جہاد نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ پر حملہ نہ کر دیا جائے (یعنی)۔

۱۵۵۔ زہری کا خیال ہے کہ پہلے شہر حرام میں قتال ناجائز تھا لیکن اس آیت کے نزول کے بعد جائز کر دیا گیا۔ لیکن دوسرے علماء کا خیال ہے کہ اس آیت سے شہر حرام میں قتال کسی کے لئے جائز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قتال کو ایک بڑا معاملہ بتایا ہے۔ اور اس نقطہ نظر کے حامی علماء میں عطار شامل ہیں جبکہ ابو جعفر کا خیال زہری سے متفق ہے۔ خود مفسر طبری کا خیال ہے کہ یہ آیت نسخ ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن (حنین) طائف اور اوطاس کے غزوات لڑے تھے اور ان میں سے بعض کا زمانہ شہر حرام میں تھا۔ اسی طرح بیعت رضوان ماہ ذوالقعدہ میں کی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو طبری، تفسیر، چہارم ص ۱۵-۳۱۳۔

لیکن بنیادی طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ”شہر حرام“ میں جنگ و جدال ناجائز ہے اور مقدس مہینوں کی حرمت بدستور قائم ہے اور آیت مذکورہ بالا قتال کی حرمت کو ختم یا منسوخ نہیں کرتی ہے۔ اپنی طرف سے اقدام کرنا ہر حال میں ناجائز

ہے البتہ اس آیت کریمہ نے دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دے دی ہے جس طرح کہ ایک اور حکم خداوندی نے ”حرم مکہ“ میں دفاع کے لئے قتال کی اجازت دی ہے۔ ملا حظہ ہو سورہ بقرہ آیت ۱۹۱۔

چنانچہ اس سے یہ فرق ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مذکورہ بالا کے نزول کے بعد جو غزوات و سرایا مقدس مہینوں میں بھیجے وہ اقدامی نہ تھے بلکہ دفاعی تھے جن کا مقصد فتنہ کا سرکچلنا تھا۔

۱۵۶۔ غزوات و سرایا جو مقدس مہینوں میں سے کسی میں بھیجے گئے تھے حسب ذیل نقشے سے معلوم ہوتے ہیں:-

نمبر شمار	نام سریہ / غزوہ	مہینہ و سال	قائد
۱۔	سریہ خرارہ	ذی قعدہ ۱ھ	حضرت سعد بن ابی وقاص
۲۔	نخلہ	رجب ۲ھ	عبداللہ بن حبش
۳۔	غزوہ سویق	محرم / صفر ۲ھ	رسول کریم
۴۔	غزوہ کدر	محرم ۳ھ	”
۵۔	سریہ قطن	محرم ۴ھ	حضرت ابوسلمہ
۶۔	سریہ سفیان لحيانی	”	حضرت عبداللہ بن انیس
۷۔	غزوہ بدر الموعد	ذوالقعدہ ۴ھ	رسول کریم
۸۔	غزوہ البوراف یہودی	ذوالحجہ ۴ھ	حضرت عبداللہ بن انیس
۹۔	غزوہ ذات الرقاع	محرم ۵ھ	رسول کریم
۱۰۔	غزوہ خندق	ذوالقعدہ ۵ھ	”
۱۱۔	غزوہ بنی قریظہ	ذوالقعدہ / ذوالحجہ ۵ھ	”
۱۲۔	قرطار	محرم ۶ھ	”

نمبر شمار	نام سریہ/غزوہ	مہینہ و سال	قائد
۱۳-	سریہ وادی انقری	رجب ۶ھ	حضرت زید بن حارثہ
۱۴-	غزوہ حدیبیہ	ذوالقعدہ ۶ھ	رسول کریم ۷
۱۵-	” خیبر	محرم ۷ھ	”
۱۶-	سریہ نجد	”	حضرت امان بن سعید
۱۷-	غمرۃ القضیبہ	ذوالقعدہ ۷ھ	رسول کریم ۷
۱۸-	سریہ بنی سلیم	ذوالحجہ ۷ھ	حضرت ابن ابی العوجار مکی
۱۹-	سریہ خیط/سیف البحر	رجب ۸ھ	حضرت ابو عبیدہ بن جراح
۲۰-	غزوہ طائف	شوال - ذوالقعدہ ۸ھ	رسول کریم ۷
۲۱-	سریہ العرج	محرم ۹ھ	حضرت عیینہ بن حصن فزاری
۲۲-	غزوہ تبوک	رجب - رمضان ۹ھ	رسول کریم ۷
۲۳-	سریہ دومتہ الجندل	رجب ۹ھ	حضرت خالد بن ولید
۲۴-	حج ابی بکر	ذوالقعدہ/ذی الحجہ ۹ھ	حضرت ابو بکر صدیق
۲۵-	حجۃ الوداع	ذوالحجہ ۱۰ھ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مذکورہ بالا مہموں میں سے تین یقینی طور پر مذہبی مقاصد رکھتی تھیں۔ باقی بائیس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ فوجی نوعیت کی تھیں۔

۱۵۷- مذکورہ بالا ص ۹-۸ -

۱۵۸- سورہ توبہ آیت ۳۶ ”ان عادة الشہور عند اللہ اثنا عشو شہرا فی

کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منہا اربعۃ حرم۔۔۔“ مذکورہ

بالا آیت کا اردو ترجمہ، از شاہ عبد القادر دہلوی۔

(جاری)